ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

از: لطف الرحمٰن خان

پروفیسر حافظ احمد یار صاحبؒ کے قلم سے اللغہ' الاعراب' الرسم اور الضبط پر مشتمل ''لغات و اعراب قرآن'' کا شہرۂ آفاق سلسلہ قریباً دس برس تک (۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۸ء) حکمت قرآن کے صفحات کی زینت بنتا رہا ہے۔ حافظ صاحب مرحوم و مغفور اپنی حیاتِ مستعار میں اس گرانقدر سلسلہ کو سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۱۰ تک پہنچا پائے تھے۔ حافظ صاحبؒ کے شاگرد رشید جناب لطف الرحمٰن خان صاحب نے ''لغات و اعراب قرآن'' کی راہنمائی میں صرفی و نحوی تشریح کے ساتھ ترجمہ قرآن حکیم کے اسباق مرتب کئے ہیں۔ طالبان قرآن حکیم کے استفادہ کے لئے ہم حکمت قرآن کے صفحات میں ان اسباق کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ ترجمہ قرآن مجید کا یہ سلسلہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۱۱ سے شروع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

سورۃ البقرۃ

آیت ۱۱۱

﴿وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝﴾

ھ ت و

هَتْوًا (ن): کسی چیز کو توڑ کر روندنا۔

هِتَاءً (مفاعلہ): دوسرے کی بات کو روندنا' اپنی رائے دینا۔

هَاتِ (ج هَاتُوْا): فعل امر۔ تُو دے' تُو لا (آیت زیر مطالعہ)

ب ر ھ

بَرَهًا (س) : جسم کا صحت مند ہونا' صحت مند جلد کی طرح چمکدار ہونا۔

بُرْهَانٌ : فُعلانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی چمکدار' انتہائی روشن۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ یہ لفظ زیادہ تر فیصلہ کن دلیل کے لئے آتا ہے۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (المائدۃ:۱۷۴)''اے لوگو! آ چکی ہے تمہارے پاس ایک انتہائی روشن دلیل تمہارے ربّ کی طرف سے''۔

ترجمہ:

وَقَالُوْا : اور انہوں نے کہا	لَنْ يَّدْخُلَ : ہرگز داخل نہیں ہوگا
الْجَنَّةَ : جنت میں	اِلَّا مَنْ : سوائے اس کے جو
كَانَ هُوْدًا : یہودی ہو	اَوْ نَصٰرٰى : یا عیسائی ہو
تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ : یہ اُن کی آرزوئیں ہیں	قُلْ : (آپؐ) کہئے!
هَاتُوْا : تم لوگ دو	بُرْهَانَكُمْ : اپنی روشن دلیل
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ : اگر تم لوگ سچے ہو	

نوٹ (۱) هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى میں ''اَوْ'' تفصیل کے لئے ہے۔ یعنی یہودی اپنے لئے اور نصاریٰ اپنے لئے یہی بات کہتے تھے۔

نوٹ (۲) اس آیت میں بُرْهَانٌ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تورات یا انجیل میں ایسی کوئی بات موجود ہے تو اُسے سامنے لاؤ۔

آیت ۱۱۲

﴿بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؁﴾

و ج ھ

وَجَاهَةً (ک) : بلند رتبہ ہونا' باعزت ہونا۔

وَجِيْهٌ : فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ بلند رتبہ' باعزت۔ ﴿اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ (البقرۃ:۴۵)''ان کا نام مسیح ابن مریم (علیہ السلام) ہے' بلند رتبہ ہوتے ہوئے دنیا اور آخرت میں''۔

وَجْہٌ (ج وُجُوْہٌ) : اسم ذات ہے اور مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) کسی چیز کا اشرف یا ابتدائی حصہ۔ ﴿اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْہَ النَّھَارِ وَاکْفُرُوْٓا اٰخِرَہٗ﴾ (آل عمران:۷۲) ''تم لوگ ایمان لاؤ اُس پر جو نازل کیا گیا اُن پر جو ایمان لائے' دن کے اشرف حصہ میں (یعنی صبح کو) اور انکار کرو اُس کے آخر میں (یعنی شام کو)''

(۲) چہرہ (کیونکہ یہ انسان کا اشرف اور ابتدائی حصہ ہے) ﴿فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۚ﴾ (یوسف:۹۳) ''پس ڈالو اس کو میرے والد کے چہرے پر تو وہ ہو جائیں گے دیکھنے والے۔'' ﴿یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ﴾ (آل عمران:۱۰۶) ''جس دن سفید (یعنی روشن) ہو جائیں گے کچھ چہرے اور سیاہ ہو جائیں گے کچھ چہرے''۔

(۳) توجہ' خوشنودی۔ ﴿اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ﴾ (الدہر:۹) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ ہم کھلاتے ہیں تم لوگوں کو اللہ کی خوشنودی کے لئے۔'' ﴿اقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْہُ اَرْضًا یَّخْلُ لَکُمْ وَجْہُ اَبِیْکُمْ﴾ (یوسف:۹) ''تم لوگ قتل کرو یوسفؑ کو یا پھینک دو اُس کو کسی زمین میں تو خالی (یعنی خالص) ہو جائے گی تمہارے لئے تمہارے والد کی توجہ۔''

جِھَۃٌ (ج وِجْھَۃٌ) : اسم ذات ہے۔ توجہ کرنے کی سمت۔ ﴿وَلِکُلٍّ وِّجْھَۃٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا﴾ (البقرۃ:۱۴۸) ''اور سب کے لئے توجہ کرنے کی کچھ سمتیں ہیں' وہ پھیرنے والا (یعنی اپنے چہرے کو پھیرنے والا) ہے اس کی طرف۔''

تَوْجِیْھًا (تفعیل): (۱) کسی کا رُخ کسی جانب کرنا۔ (۲) کسی کو کسی جانب بھیجنا۔ ﴿اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ (البقرۃ:۷۹) ''میں رُخ کرتا ہوں اپنے چہرے کا اس کی طرف جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو۔'' ﴿اَیْنَمَا یُوَجِّھْہُّ لَا یَاْتِ بِخَیْرٍ﴾ (النحل:۷۶) ''جہاں کہیں وہ بھیجتا ہے اس کو تو وہ نہیں لاتا کوئی بھلائی۔''

تَوَجُّھًا (تفعّل): اپنا رُخ کسی جانب کرنا' متوجہ ہونا۔ ﴿وَلَمَّا تَوَجَّہَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ﴾ (القصص:۲۲) ''اور جب وہ متوجہ ہوئے مدین کے سامنے۔''

ترکیب: ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''اَسْلَمَ'' سے ''مُحْسِنٌ'' تک شرط ہے۔ ''فَلَہٗ'' سے ''یَحْزَنُوْنَ'' تک جوابِ شرط ہے۔ اَسْلَمَ میں شامل ضمیر ''ھُوَ'' اس کا فاعل ہے' جو کہ مَنْ کے لئے ہے۔ مرکب اضافی وَجْھَہٗ اس کا مفعول ہے' اس لئے اس کے مضاف وَجْہَ پر نصب آئی ہے۔ وَھُوَ مُحْسِنٌ کا ''واو'' حالیہ ہے۔ مرکب اضافی اَجْرُہٗ مبتدأ مؤخر ہے۔

اس کی خبر محذوف ہے' جو کہ "ثَابِتٌ" ہو سکتی ہے۔ فَلَهٗ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ خَوْفٌ مبتدأ نکرہ ہے' کیونکہ اصول بیان کیا گیا ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ مَوْجُوْدٌ ہو سکتی ہے۔

ترجمہ

بَلٰی : کیوں نہیں	مَنْ اَسْلَمَ : جس نے تابع فرمان کیا
وَجْهَهٗ : اپنے چہرے کو	لِلّٰهِ : اللہ کے لئے
وَ : اس حال میں کہ	هُوَ : وہ
مُحْسِنٌ : بلاکم وکاست کام کرنے والا ہے	فَلَهٗ : تو اس کے لئے ہے
اَجْرُهٗ : اس کا اجر	عِنْدَ رَبِّهٖ : اس کے رب کے پاس
وَلَا خَوْفٌ : اور کوئی خوف نہیں ہے	عَلَيْهِمْ : اُن پر
وَلَا هُمْ : اور نہ ہی وہ لوگ	يَحْزَنُوْنَ : پچھتاتے ہیں

نوٹ (۱) قرآن مجید کا یہ ایک خاص انداز ہے کہ اکثر وہ کسی چیز کے کسی جزو کا ذکر کر کے اس چیز کے کُل کو مراد لیتا ہے۔ نماز کے ذکر میں یہ انداز نسبتاً زیادہ واضح ہے۔ جیسے ﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (المزمل:۲)۔ اس میں نماز کے ایک رکن "قیام" کا ذکر کر کے نماز مراد لی گئی ہے۔ یا: ﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ (البقرۃ:۴۳) اس میں نماز کے ایک رکن "رکوع" کا ذکر کر کے نماز باجماعت مراد لی گئی ہے۔ اسی طرح آیت زیرِ مطالعہ میں وَجْهَهٗ سے صرف چہرہ مراد نہیں بلکہ پوری شخصیت مراد ہے۔

آیت ۱۱۳

﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾

ترکیب : اَلْيَهُوْدُ اور اَلنَّصٰرٰى عاقل کی جمع مکسر ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ افعال کے مذکر اور مؤنث دونوں صیغے جائز ہیں۔ اس آیت میں قَالَتْ اور لَيْسَتْ مؤنث کے صیغے آئے ہیں۔

لَيْسَتِ النَّصٰرٰى اور لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ میں النَّصٰرٰى اور اَلْيَهُوْدُ دونوں لَيْسَتْ کا اسم ہیں' ان کی خبر محذوف ہے جو کہ قَائِمًا ہو سکتی ہے' جبکہ عَلٰى شَيْءٍ متعلق خبر ہے۔ وَهُمْ يَتْلُوْنَ کا

''واوَ'' حالیہ ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ کا مفعول ''قولاً'' محذوف ہے' مرکب اضافی مِثْلَ قَوْلِهِمْ اس کی صفت ہے' اس لئے مضاف مِثْلَ پر نصب آئی ہے۔

ترجمہ

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ : اور کہا یہود نے	لَيْسَتِ النَّصٰرٰى : نہیں ہیں عیسائی
عَلٰى شَيْءٍ : کسی چیز پر	وَقَالَتِ النَّصٰرٰى : اور کہا عیسائیوں نے
لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ : نہیں ہیں یہود	عَلٰى شَيْءٍ : کسی چیز پر
وَّ : اس حال میں کہ	هُمْ يَتْلُوْنَ : وہ لوگ پڑھتے ہیں
الْكِتٰبَ : کتاب کو	كَذٰلِكَ : ایسے ہی
قَالَ : کہا	الَّذِيْنَ : ان لوگوں نے جو
لَا يَعْلَمُوْنَ : علم نہیں رکھتے	مِثْلَ قَوْلِهِمْ : ان کے قول کی مانند
فَاللّٰهُ : تو اللہ	يَحْكُمُ : فیصلہ کرے گا
بَيْنَهُمْ : ان کے مابین	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : قیامت کے دن
فِيْمَا : اس میں	كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ : وہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے جس میں

نوٹ (۱) اس آیت میں اَلْکِتٰبَ سے مراد ہے تورات اور انجیل۔ چنانچہ تورات اور انجیل پڑھنے والے علماء یہود اور علماءِ نصاریٰ کے قول کو نقل کرنے کے بعد ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایسی ہی بات وہ یہود اور نصاریٰ بھی کہتے ہیں جو علم نہیں رکھتے' یعنی جاہل ہیں۔ اس طرح عالم اور جاہل برابر ہو گئے۔ یہاں زندگی کے ایک اہم اصول کی جانب ہماری راہنمائی کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ subjective thinking یعنی کسی آرزو سے مغلوب سوچ انسان کو عالم سے جاہل بنا دیتی ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے علماء کرام کے لئے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

آیت ۱۱۴

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

م ن ع

مَنْعًا (ف) :(۱) کِسی کو کسی کام سے روکنا۔ ﴿مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ﴾ (الاعراف:۱۲) ''کس چیز نے روکا تجھ کو کہ تو سجدہ نہ کرے جب میں نے حکم دیا تجھ کو''۔

(۲) کسی چیز کو اپنے پاس روکنا' کنجوسی کرنا۔ ﴿وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ﴾ (الماعون) ''اور اپنے پاس روکتے ہیں برتنے کی چیز کو''۔

(۳) کسی کو نقصان پہنچانے سے روکنا' کسی کو کسی سے بچانا۔ ﴿اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النساء:۱۴۱) ''کیا ہم قابو یافتہ نہ تھے تم پر اور کیا ہم نے نہیں بچایا تم کو مؤمنوں سے؟''

مَانِعٌ (مؤنث مَانِعَةٌ) : (اسم الفاعل) : روکنے والا' بچانے والا۔ ﴿وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ (الحشر:۲) ''اور انہوں نے گمان کیا کہ ان کو بچانے والے ہیں ان کے قلعے اللہ سے''۔

مَمْنُوْعٌ (مؤنث مَمْنُوْعَةٌ) : (اسم المفعول) : روکا ہوا۔ ﴿وَفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ﴾ (الواقعہ) ''اور کثیر پھل' نہ کاٹے ہوئے اور نہ روکے ہوئے''۔

مَنُوْعٌ : فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت روکنے والا۔ ﴿وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا﴾ (المعارج) ''اور جب بھی پہنچے اس کو بھلائی تو بہت کنجوسی کرنے والا ہو''۔

مَنَّاعٌ : فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت روکنے والا۔ ﴿مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ﴾ (ق:۲۵) ''بہت روکنے والا بھلائی سے''۔

س ع ی

سَعْيًا (ف): تیز تیز چلنا' کسی کام کے لئے بھاگ دوڑ کرنا' کوشش کرنا۔ ﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ﴾ (الحدید:۱۲) ''جس دن تو دیکھے گا مؤمنوں اور مؤمنات کو' دوڑتا ہوگا اُن کا نور اُن کے سامنے''۔ ﴿يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى﴾ (النّٰزعٰت:۳۵) ''جس دن یاد کرے گا انسان جو اُس نے بھاگ دوڑ کی''۔

اِسْعَ (فعل امر): تُو دوڑ' تُو کوشش کر۔ ﴿اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (الجمعہ:۹) ''جب بھی ندا دی جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو تم لوگ لپکو اللہ کے ذکر کی طرف''۔

سَعْيٌ (اسم ذات): بھاگ دوڑ' کوشش۔ ﴿فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ﴾ (الانبیاء:۹۴) ''تو

کسی قسم کی کوئی ناشکری نہیں ہے اس کی کوشش کی''۔

خ ر ب

خَرَبًا (س): کسی جگہ کا اجاڑ ہونا' ویران ہونا۔

خَرَابٌ (اسم ذات): ویرانی (آیت زیر مطالعہ)

اِخْرَابًا (افعال): اجاڑنا' ویران کرنا۔ ﴿يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ﴾ (الحشر:۲) ''وہ لوگ اُجاڑتے ہیں اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے۔''

ترکیب: مَنْ استفہامیہ مبتدأ ہے اور اَظْلَمُ اس کی خبر ہے۔ مِمَّنْ اصل میں مِنْ اور مَنْ ہے۔ یہ مَنْ جمع کے مفہوم میں ہے۔ لفظی رعایت کے تحت فعل مَنَعَ اور سَعٰی واحد آیا ہے۔ پھر معنوی رعایت کے تحت اسم اشارہ اُولٰٓئِكَ اور لَهُمْ میں هُمْ کی ضمیر جمع آئی ہے۔ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مرکب اضافی ہے اور مَنَعَ کا مفعول ہے۔ فِيْهَا میں هَا کی ضمیر مساجد کے لئے ہے جبکہ اِسْمُهٗ میں ہٗ کی ضمیر اللہ کے لئے ہے۔ خَرَابِهَا میں بھی هَا کی ضمیر مساجد کے لئے ہے۔ خَآئِفِيْنَ حال ہے۔ خِزْیٌ اور عَذَابٌ عَظِيْمٌ مبتدأ مؤخر نکرہ ہیں اور ان کی خبریں محذوف ہیں۔

''اَنْ يُّذْكَرَ'' کی ترکیب میں تین احتمال ہیں: (۱) ''مَسَاجِدَ اللّٰهِ'' سے بدل اشتمال ہونے کی بنا پر محلاً منصوب ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے: ''مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ ذِكْرَ اسْمِهٖ فِيْهَا''۔ (۲) مفعول لہٗ ہونے کی بنا پر محلاً منصوب ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے: ''كَرَاهِيَةً اَنْ يُذْكَرَ''۔ (۳) محلاً مجرور ہے اور اس سے پہلے مِنْ حرفِ جر مقدر ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے: ''مِنْ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا'' اور مِنْ حرفِ جر متعلق ہے مَنَعَ سے۔

ترجمہ

وَمَنْ: اور کون	اَظْلَمُ: زیادہ ظالم ہے
مِمَّنْ: اُن سے جو	مَنَعَ: روکیں
مَسٰجِدَ اللّٰهِ: اللہ کی مسجدوں کو	اَنْ يُّذْكَرَ: کہ یاد کیا جائے
فِيْهَا: ان میں	اسْمُهٗ: اس کے نام کو
وَسَعٰى: اور کوشش کریں	فِیْ خَرَابِهَا: ان کی ویرانی میں
اُولٰٓئِكَ: یہ لوگ ہیں	مَا كَانَ لَهُمْ: نہیں تھا جن کے لئے

اَنْ يَّدْخُلُوْهَا : کہ وہ داخل ہوں ان میں	اِلَّا خَآئِفِيْنَ : مگر خوف کرنے والے ہوتے ہوئے
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا: ان کے لئے دنیا میں ہے	خِزْيٌ : ایک رسوائی
وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ: اور ان کے لئے آخرت میں ہے	عَذَابٌ عَظِيْمٌ : ایک عظیم عذاب

نوٹ (۱) مفتی محمد شفیعؒ نے ''معارف القرآن'' میں اس آیت سے حاصل ہونے والی راہنمائی پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱) مسجد میں نماز اور ذکر سے روکنے کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ سب ناجائز اور حرام ہیں۔
۲) اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی کو مسجد میں جانے سے صراحتاً روکا جائے۔
۳) دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد میں شور کر کے یا اس کے قرب و جوار میں شور کر کے لوگوں کی نماز اور ذکر میں خلل ڈالے۔ یہ بھی ذکر اللہ سے روکنے میں داخل ہے۔
۴) تیسری صورت یہ ہے کہ جب لوگ اپنی نوافل یا تسبیح و تلاوت میں مصروف ہوں اس وقت مسجد میں کوئی بلند آواز سے تلاوت یا ذکر کرنے لگے تو یہ بھی نمازیوں کی نماز و تسبیح میں خلل ڈالنے اور ذکر اللہ کو روکنے کی صورت ہے۔ اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔
۵) جس وقت لوگ نماز و تسبیح میں مشغول ہوں اس وقت مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا یا دینی کام کے لئے چندہ کرنا ممنوع ہے۔

آیت ۱۱۵

﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾

ش ر ق

شَرْقًا (ن۔س): روشنی کا پھوٹنا' کسی چیز کا سرخ ہونا۔

مَشْرِقٌ (ج مَشَارِقُ) : مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے' یعنی روشن یا سرخ ہونے کی جگہ یا سمت۔ اصطلاحاً سورج نکلنے کی سمت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ (البقرۃ:۱۷۷) ''نیکی یہی نہیں ہے کہ تم لوگ پھیر دو اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف''۔ ﴿وَرَبُّ الْمَشَارِقِ﴾ (الصّٰفّٰت:۵) ''اور تمام مشرقوں کا ربّ۔''

شَرْقِیٌّ :(اسم نسبت ہے): مشرق والا' مشرقی۔ ﴿لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ (النور:۳۵) ''نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی ہے''۔

اِشْرَاقًا (افعال): کسی چیز سے کسی چیز کا روشن یا سرخ ہونا۔ ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا﴾ (الزمر:۶۹) ''اور جگمگا اُٹھے گی زمین اپنے ربّ کے نور سے۔''

اَلْاِشْرَاقُ : یہ باب افعال کا مصدر ہے۔ اصطلاحاً اس کا مطلب ہے سورج سے زمین کا روشن ہونا یا روشن ہونے کا وقت جب سورج سوا نیزا بلند ہو جائے' یعنی طلوع آفتاب کے ۲۰ سے ۲۵ منٹ بعد۔ ﴿يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ﴾ (ص:۱۸) ''وہ سب تسبیح کرتے ہیں عشاء اور اشراق میں۔''

مُشْرِقٌ (اسم الفاعل): روشن ہونے والا۔ اصطلاحاً اس کا مطلب ہے سورج نکلتے ہی صبح کا وقت۔ ﴿فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ﴾ (الشعراء:۶۰) ''تو انہوں نے پیچھا کیا ان کا سورج نکلتے ہی''۔

غ ر ب

غَرْبًا (ن): دور چلے جانا' دوری کی وجہ سے چھپ جانا' غروب ہونا۔ ﴿وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾ (الکھف:۱۷) ''اور جب وہ (یعنی سورج) غروب ہوتا ہے' کترا جاتا ہے ان سے بائیں جانب''۔

غَرَبًا (س): سیاہ رنگ والا ہونا (سیاہی اصل رنگ کو چھپا دیتی ہے)

غُرُوْبٌ : یہ باب نَصَرَ کے مصدر غَرْبٌ کی جمع ہے۔ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ (طٰہٰ:۱۳۰) ''اور آپ تسبیح کریں اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔''

مَغْرِبٌ (جمع مَغَارِبُ): مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ غروب ہونے کی سمت یا وقت۔ مادہ ''ش ر ق'' میں ''البقرۃ'' کی آیت ۱۷۷ دیکھئے۔ نیز: ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ﴾ (المعارج:۴۰) ''پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے ربّ کی''۔

غَرْبِیٌّ :اسم نسبت ہے۔ مغرب والا' مغربی۔ مادہ ''ش ر ق'' میں ''النور'' کی آیت ۳۵ دیکھیں۔

غُرَابٌ :اسم جنس ہے۔ کوا (کیونکہ وہ سیاہ ہوتا ہے) ﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا﴾ (المآئدۃ:۳۱) ''تو بھیجا اللہ نے ایک کوا''۔

غِرْبِیْبٌ (جمع غَرَابِیْبُ) : صفت ہے۔ انتہائی سیاہ' بھجنگ۔ ﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُھَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ﴾ (فاطر:۲۷) ''اور پہاڑوں میں سفید راستے ہیں' مختلف سرخی ہے ان کے رنگوں کی' اور کچھ بھجنگ سیاہ ہیں''۔

ث م م

ثَمًّا (ن): کسی چیز کو درست کرنا۔

ثُمَّ : پھر' تب' اس کے بعد۔ حرف عطف ہے جو کلام کی ترتیب کو درست رکھنے کے لئے آتا ہے۔ ﴿ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا﴾ (المائدۃ:۹۳) ''پھر انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے' اس کے بعد پھر انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور بلاکم و کاست نیکی کی''۔

ثَمَّ : اشارہ بعید کے طور پر آتا ہے۔ وہیں' اسی جگہ۔ ﴿وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا﴾ (الدھر:۲۰) ''جب بھی تو دیکھے گا تو وہیں تو دیکھے گا ہمیشگی والی آسودگی''۔

و س ع

سَعَةً وَسِعَةً (س' ح): کشادہ ہونا (لازم)' کشادہ کرنا (متعدی)۔ ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ﴾ ''اور میری رحمت کشادہ ہوئی ہر چیز پر۔''

سَعَةٌ : اسم ذات بھی ہے۔ کشادگی' وسعت ۔ ﴿لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَۃٍ مِّنْ سَعَتِہٖ﴾ (الطلاق:۷) ''چاہئے کہ خرچ کرے کشادگی والا اپنی کشادگی میں سے''۔

وُسْعٌ : اسم ذات ہے۔ وسعت' اہلیت۔ ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا﴾ (البقرۃ:۲۸۶) ''اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی جان کو مگر اس کی اہلیت کو''۔

وَاسِعٌ :فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ کشادہ کرنے والا ۔ ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۭ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾ (المائدۃ) ''یہ اللہ کا فضل ہے' وہ دیتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے' اور اللہ کشادہ کرنے والا جاننے والا ہے''۔

وَاسِعَةٌ : یہ وَاسِعٌ کا مؤنث ہے۔ زیادہ تر صفت کے طور پر آتا ہے۔ کشادہ ہونے والی یعنی کشادہ۔ ﴿وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ﴾ (الروم:۱۰) ''اور اللہ کی زمین کشادہ ہے''۔

اِیْسَاعًا (افعال): رزق میں کشادہ ہونا' کسی جگہ کو کشادہ کرنا۔

مُوْسِعٌ (اسم الفاعل): رزق میں کشادہ ہونے والا' جگہ کو کشادہ کرنے والا۔ ﴿عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ﴾ (البقرۃ:۲۳۶) ''رزق میں کشادہ ہونے والے پر ہے اس کے مقدور بھر اور تنگدست پر ہے اس کے مقدور بھر''۔ ﴿وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا

لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ (الذّٰریٰت) ''اور آسمان' ہم نے بنایا اس کو (اپنے) ہاتھوں سے اور بیشک ہم کشادہ کرنے والے ہیں''۔

ترکیب : اَلْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ مبتدأ مؤخر ہیں' خبر محذوف ہے اور قائم مقام خبر کو تاکید کے لئے مقدم کیا گیا ہے۔ اَیْنَمَا ' تُوَلُّوْا کا مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ کلمہ شرط ہے۔ تُوَلُّوْا شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جواب شرط ہے۔ مضارع مجزوم تُوَلُّوْا کا فاعل اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول وُجُوْهَكُمْ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَلِلّٰهِ : اور اللہ کے لئے ہی ہے	الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ : مشرق اور مغرب
فَاَيْنَمَا : پس جہاں کہیں بھی	تُوَلُّوْا: تم لوگ پھیرو گے (اپنے چہروں کو)
فَثَمَّ : تو وہیں	وَجْهُ اللّٰهِ : اللہ کی توجہ ہے
اِنَّ اللّٰهَ : بیشک اللہ	وَاسِعٌ عَلِيْمٌ :وسعت والا جاننے والا ہے

نوٹ (۱) یہ آیت تحویلِ قبلہ کے حکم سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ اس لحاظ سے اسے تحویلِ قبلہ کے حکم کی پیش بندی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور اس پہلو سے آیت میں مشرق اور مغرب کے الفاظ کی اہمیت کو سمجھ لیں۔

مدینہ میں ہجرت کے بعد سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی گئی۔ اُس وقت مدینہ کے نمازیوں کا رُخ شمال کی طرف ہوتا تھا' کیونکہ بیت المقدس مدینہ کے شمال میں ہے۔ تحویلِ قبلہ کے بعد اب مدینہ کے نمازیوں کا رُخ جنوب کی طرف ہوتا ہے' کیونکہ خانہ کعبہ مدینہ کے جنوب میں ہے۔ اب نوٹ کریں کہ اس آیت میں شمال اور جنوب کے بجائے مشرق اور مغرب کی بات کی گئی ہے۔ اس طرح گویا چاروں سمتوں کا احاطہ کر کے فرمایا: ''فَاَيْنَمَا'' جہاں کہیں بھی' یعنی جس طرف بھی رُخ کرو اللہ کی توجہ ہر طرف ہے۔

نوٹ (۲) اس میں یہ حقیقت واضح کر دی کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کسی سمت میں مقید نہیں ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد عمل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہر شخص کو آزادی دے دی جائے کہ جس طرف اس کا جی چاہے رُخ کر کے نماز پڑھ لے۔ دوسری یہ کہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود کوئی ایک سمت مقرر کی جائے۔ اسلام میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ اس لحاظ سے بڑا عجیب ہے کہ نہ تو افراد کو آزادی ہے کہ جدھر جی چاہے رُخ کر

کے نماز پڑھیں اور نہ ہی کسی ایک سمت کا تعین ہے۔ البتہ ایک رُخ کا تعین کیا گیا ہے۔

ایک قبلہ مقرر کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُمت کا ہر فرد پابند ہے کہ وہ اسی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے۔ اس طرح اُمت میں تنظیم اور اتحاد کی عملی تربیت کا اہتمام ہو گیا۔ اب ساری دنیا کے مسلمان جب قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں تو نہ صرف شمال وجنوب اور مشرق و مغرب بلکہ ان کے درمیان کے تمام زاویۂ سمت کا خود بخود احاطہ ہو جاتا ہے۔

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت وفضیلت سے آگاہی
اور عظمتِ انسان سے واقفیت کے لئے
صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ
کے دو کتابچے ــــ خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجئے:
عظمتِ صوم
حدیث قدسی فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کی روشنی میں
اشاعت خاص: 12 روپے اشاعت عام: 6 روپے
عظمتِ صیام وقیام رمضانِ مبارک
اشاعت خاص: 18 روپے اشاعت عام: 10 روپے
شائع کردہ: **مکتبہ خدام القرآن**
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501